خصوصی خطاب: قائد اِنقلاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تدوین: محمد فاروق رانا، محمد ضیاء الحق رازی

نظر ثانی: ڈاکٹر علی اکبر الازہری

اِشاعت نمبر 1: جون 2014ء

تعداد: ایک لاکھ

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی CDs/DVDs وغیرہ سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاجُ القرآن کے لیے وقف ہے۔

فہرست

پیش لفظ	5
11 مئی 2014ء کے احتجاجی مظاہروں سے قائدِ انقلاب کا خطاب	**7**
اِبتدائیہ	7
کیا تحریکِ اِنقلاب سے جمہوریت کو کوئی خطرہ لاحق ہے؟	9
تبدیلی پارلیمنٹ کے ذریعے کیوں ممکن نہیں؟	10
(۱) پارلیمنٹ کی تشکیل خلافِ آئین ہے	11
(۲) آرٹیکل 62، 63 کی خلاف ورزی	11
(۳) اِستحصال کے خاتمے میں ناکامی	11
(۴) فرد کے تحفظ میں ناکامی	12
(۵) Child labour کے خاتمے میں ناکامی	12
(۶) مفت تعلیم کی فراہمی میں ناکامی	13
(۷) سماجی مساوات کے فروغ اور پسماندگی کے خاتمے میں ناکامی	13
(۸) سستے اور فوری اِنصاف کی فراہمی میں ناکامی	13
(۹) بچوں اور عورتوں کے لیے خصوصی اِقدامات میں ناکامی	14
(۱۰) لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانے میں ناکامی	14

(۱۱) دفاعی اِداروں کی عزت اور وقار پر حملے 16

نیا نظام کیسا ہوگا؟ 18

(۱) حکومتی و اِنتظامی ڈھانچے میں تبدیلی کرکے ’عوامی شراکتی جمہوریت‘ کا نظام بنایا جائے گا 18

(۲) سستے اور فوری انصاف کی فراہمی کے لیے عدالتی ڈھانچے کی تشکیلِ نو ہوگی 23

(۳) اِنقلاب سے عوام کو کیا ملے گا؟ 10 نکاتی اِنقلابی پروگرام 26

(۴) اِنقلابی اِقدامات پرعمل درآمد کے لیے وسائل کی دست یابی 30

اِنقلاب کیسے آئے گا؟ 38

خلاصہ کلام 38

پیش لفظ

ہر محبِّ وطن، اِنقلابی اور عوام کا درد رکھنے والی سیاسی جماعت کی ذِمّہ داری ہے کہ وہ عوام کو اَربابِ اِقتدار کی تمام سرگرمیوں سے آگاہ رکھے، نیز مفاد پرست اور ملک دشمن عناصر سے نجات حاصل کرنے کے لیے انہیں منظّم کرے۔ پاکستان عوامی تحریک (PAT) کوئی روایتی سیاسی جماعت نہیں بلکہ ایک ایسی عوام دوست اِنقلابی جماعت ہے جس نے نہ صرف جمہور کا شعور بیدار کیا اور ان میں سیاسی فہم پیدا کیا بلکہ کرپٹ نظام اور بددیانت حکمرانوں کو بھی چیلنج کیا ہے۔ PAT کی پکار پر بارہا لاکھوں مجبور و مقہور عوام کا سیلاب سڑکوں پر اُمڈ آیا جنہوں نے اپنے آئینی و قانونی حقوق کی جنگ لڑنے کا عہد کیا۔ بیدارئ شعور کی یہ تحریک بذاتِ خود اِس کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

11 مئی 2014ء کو نام نہاد اِنتخابات اور غیر جمہوری حکومت کا ایک سال مکمل ہونے پر فرسودہ اور غریب کُش نظام کے خلاف پاکستان عوامی تحریک کے زیرِ اِہتمام بیک وقت مملکتِ خداداد کے ٦٠ شہروں میں اِحتجاجی مظاہرے منعقد کیے گئے، جن میں مجموعی طور پر لاکھوں عوامِ پاکستان نے شرکت کی۔ یہ اپنی نوعیت کے منفرد اِحتجاجی مظاہرے تھے جن میں عوام نے اپنے قائد کی عدم موجودگی کے باوجود اِنتہائی جوش و خروش، جذبے اور ولولے سے شرکت کی۔ قائدِ اِنقلاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے براہِ راست ویڈیو لنک کے ذریعے ان احتجاجی مظاہروں کے شرکاء اور عوامِ پاکستان سے خطاب کیا، جسے کئی ٹی وی چینلز نے براہِ راست نشر کیا۔ اُنہوں نے اپنے خطاب میں نئے نظام کا حکومتی و اِنتظامی ڈھانچہ اور سستے و فوری عدل و اِنصاف کی فراہمی کی پالیسی قوم کے سامنے پیش کی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ملک کے پسے ہوئے طبقات اور غریب عوام کی خوش حالی کے لیے اپنا 10 نکاتی اِنقلابی

پروگرام قوم کے سامنے رکھا اور اُنہیں دعوت دی کہ وہ مثبت و پُراَمن تبدیلی اور سبز اِنقلاب کے لیے گھروں سے باہر نکل آئیں۔ اَربابِ فکر و دانش اور سیاسی تجزیہ نگاروں نے آپ کے خطاب کو زبردست الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اس اِنقلابی پروگرام کو ملکی مسائل کا بہترین اور واحد حل اور غربت و بداَمنی کی چکی میں پسنے والی قوم کے لیے قابلِ عمل قرار دیا ہے۔ قائدِ اِنقلاب کا یہ فکر انگیز خطاب ملکی تاریخ میں ایک اَہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جسے ضروری ترامیم کے ساتھ زیورِ طبع سے آراستہ کرکے قوم کے سامنے پیش کیا جارہا ہے تاکہ یہ حیات آفریں پیغام ہر خاص و عام تک پہنچے اور ان کے اِنقلابی جذبوں کو مہمیز لگا کر وطنِ عزیز میں حقیقی تبدیلی کا خواب شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے انہیں تیار کرسکے۔

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
شبنم اَفشانی مری پیدا کرے گی سوز و ساز
اِس چمن کی ہر کلی درد آشنا ہو جائے گی

(محمد فاروق رانا)

ڈپٹی ڈائریکٹر (رِیسرچ)

یکم جون 2014ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِبتدائیہ

بحمدہٖ تعالیٰ پاکستان عوامی تحریک کی کال پر آج پاکستان بھر کے ساٹھ شہروں میں بیک وقت منعقد ہونے والے اِحتجاجی مظاہروں میں کارکنوں کے ساتھ اِنقلاب کے طلب گار لاکھوں عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اُمڈ آیا ہے۔ اِس پر میں پوری قوم کو صمیم قلب سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ 11 مئی کے عظیم تاریخی اِحتجاج کے موقع پر اپنے عظیم ہم وطن بھائیوں، بہنوں، ماؤں، بزرگوں، بیٹوں، بیٹیوں، وکلاء، تاجر، کسان، مزدور، محنت کش، طلبہ اور سوسائٹی کے تمام مظلوم اور متوسط سفید پوش طبقات جو گزشتہ 65 سال سے ظلم و جبر کی چکی میں پس رہے ہیں اور طویل مدت سے ان کی آنکھیں قائد اعظم کا پاکستان دیکھنے کے لیے پتھرا گئی ہیں، میں انہیں خوش خبری سنانا چاہتا ہوں کہ جو پاکستان قائد اعظم دینا چاہتے تھے اور جس کے لیے 1947ء میں بے حساب قربانیاں دی گئیں، آج اس پاکستان کی اَز سرِنو تعمیر کا وقت قریب آ گیا ہے۔ 11 مئی 2014ء کا دن عوام کے پُراَمن جمہوری اِنقلاب کے سفر میں یومِ اِقامت ہے۔ آج کے دن میں دیکھنا چاہتا تھا کہ عوام اس اِنقلاب کے لیے کتنے تیار ہیں اور کس قدر عزم، جوش اور مصمم ارادے کے ساتھ باہر نکلنے کے لیے بے تاب ہیں۔ اس کے بعد اِن شاء اللہ تعالیٰ فائنل کال ہوگی اور عوامی و جمہوری اور پُراَمن اِنقلاب کی یہ تحریک اپنے آخری مرحلے میں داخل ہوگی، جس میں اِقتدار جابر، ظالم اور کرپٹ سیاسی ٹولے سے لے کر عوام کو منتقل کر دیا جائے گا اور ظلم و ناانصافی اور اَفلاس و بھوک کا خاتمہ ہوگا۔

پاکستان میں اِنسانی وسائل کی کمی ہے اور نہ مالی وسائل کا فقدان۔ مگر چونکہ ان پر چند خاندانوں کا قبضہ ہے اور وہ وسائل کروڑوں غریب عوام تک نہیں پہنچ رہے، اس کی وجہ سے بچے اور نادار خاندان غربت کی آگ میں جل رہے ہیں، بیمار علاج کو ترس رہے ہیں

اور ضروری خوارک کی عدمِ دستیابی کی وجہ سے ماؤں کی گودیں بچوں سے محروم ہو رہی ہیں۔

اِس موقع پر یہ بھی واضح کردوں کہ ہم پر اعتراض کیا جاتا تھا کہ ہماری call پر عوام نہیں نکلیں گے، بعض لوگ مدرسوں اور اسکولوں کے بچوں کی بات کرتے تھے۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ آج وہ غیر جانب دارانہ طور پر ملک کے ساٹھ شہروں کا منظر دیکھیں۔ یہ مدرسوں اور اسکولوں کے بچے نہیں بلکہ عوام ہیں؛ متوسط اور سفید پوش طبقات ہیں۔ اس میں تاجر اور کسان اتحاد کے لوگ بھی ہیں، اساتذہ و وکلاء اور علماء بھی ہیں، سول سوسائٹی کے نمائندگان بھی ہیں اور ملازمین اور طلبہ وعوام بھی ہیں۔ اگر حکومت کو یقین ہے کہ وہ حقیقی طور پر جمہوری نمائندہ ہے اور عوام کی طاقت ان کے ساتھ ہے تو اس بزدلی اور بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کیوں کیا گیا؟ پورے پنجاب میں بسوں کے اڈے کیوں seal کر دیے گئے؟ بسوں کے مالکان سے لائسنس کیوں لے لیے گئے؟ پٹرول پمپ کیوں بند کرا دیے گئے؟ اگر عوام آپ کے ساتھ ہیں تو 36 گھنٹے پہلے پوری ٹرانسپورٹ کیوں بند کروا دی؟ جمہوریت کا تقاضا یہ تھا کہ کھلا میدان دے کر عوام کو خود فیصلہ کرنے دیتے کہ میری کال پر کروڑوں عوام نکلتے ہیں یا نہیں، اور عوام کو اختیار دیا جاتا کہ اگر میں کینیڈا سے کال دے رہا ہوں تو عوام میری کال مسترد کردیں۔ لیکن جب عوام کو اس سے کوئی غرض نہیں اور وہ ہماری کال پر نکلتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ عوام کو اِنقلاب چاہیے۔ اور جب میں اِنقلاب کی کال دوں گا تو میں عوام کے اندر موجود ہوں گا کیونکہ مجھے پاکستان پہنچنے میں صرف 13 گھنٹے لگتے ہیں۔ میں خود اس اِنقلاب کے ریلے کی قیادت کروں گا اور اُس لمحے تک عوام کے اندر رہوں گا جب تک ظلم و جبر، تشدد، اِستحصال اور بے ایمانی پر قائم شدہ اِقتدار کے ایوان مسمار کرکے اِقتدار عوام کی جھولی میں منتقل نہیں کردیا جاتا۔ ان کا یہ بزدلانہ رویہ سفر اِنقلاب میں عوام کی پہلی فتح ہے اور انہوں نے اپنے اِس رویے سے اپنی شکست کو تسلیم کرلیا ہے۔

کیا تحریکِ اِنقلاب سے جمہوریت کو کوئی خطرہ لاحق ہے؟

اِس موقع پر status quo کی قوتوں اور اِنقلاب دشمن طاقتوں کی طرف سے لگائے گئے اِس اِلزام اور اِعتراض کا جواب بھی دینا چاہتا ہوں کہ ہم کسی جمہوریت کو derail نہیں کر رہے۔ ہمارا نقطہ نظر بالکل عیاں اور categorical ہے کہ اس ملک میں جمہوریت کا وجود ہی نہیں ہے۔ اِنقلاب کے ذریعے ہم کسی بھی نظام کو ختم نہیں کر رہے کیونکہ اس ملک میں نظام نام کی کوئی شے نہیں پائی جاتی۔

☆ جمہوریت تو اُس نظام کو کہتے ہیں جس میں good governance ہو، شفافیت ہو اور اداروں میں خود احتسابی ہو۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں کرپشن کے خلاف اور اُس کے خاتمے کے لیے سیاسی (political)، انتظامی (administrative)، قانونی (legal) اور اداراتی (institutional) اِقدامات کیے جاتے ہوں۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں کرپشن کو قانونی طور پر ختم کیا جاتا ہو اور کرپٹ لوگوں کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں لوگوں کے ووٹ کا تقدس ہو اور ان کے مینڈیٹ کی حفاظت کی جاتی ہو۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں پورا انتخابی سسٹم آزادانہ، منصفانہ اور دیانت دارانہ ہو۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں تمام طبقات کو برابر نمائندگی کا حق میسر آئے۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں قانون سازی کے ذریعے اداروں کو مضبوط کیا جائے اور ایک خود کار mechanism وضع کیا جائے جو احتساب بھی کرے اور

ہر شخص کو انصاف بھی فراہم کرے۔

☆ جمہوریت اُسے کہتے ہیں جہاں کروڑوں عوام کے طبقات میں پائی جانے والی عدمِ مساوات ختم کر کے غربت کا خاتمہ کیا جائے۔

☆ جمہوریت اور نظام اُسے کہتے ہیں جس میں ہر غریب کے منہ میں لقمہ جائے، اُسے گھر ملے، اِنصاف ملے اور علاج معالجہ کی بنیادی سہولیات میسر آئیں۔

حرام خوری اور کرپشن پر مک مکا کو جمہوریت اور نظام نہیں کہتے۔

اُس نظام کو ہرگز جمہوریت نہیں کہتے جس میں کروڑوں لوگ کھانے کے لیے ترسیں؛ ان کے پاس رہنے کے لیے اپنا گھر نہ ہو، بچوں کو تعلیم کے مواقع میسر نہ ہوں، ان کے پاس روزگار نہ ہو اور وہ اپنے آپ کو بھیڑ بکریوں سے بھی بدتر اور کمزور جانور سمجھتے ہوں۔ ایسی سوسائٹی میں کبھی جمہوریت نام کی شے نہیں پنپ سکتی۔ لہٰذا حقیقی جمہوریت کے لیے ہمیں کلچر اور نظام تبدیل کرنا ہوگا۔

تبدیلی پارلیمنٹ کے ذریعے کیوں ممکن نہیں؟

اب میں بعض لوگوں کی طرف سے اٹھائے جانے والے اِس سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ یہ اِنقلابی تحریک کیوں بپا کی گئی ہے؟ تبدیلی پارلیمنٹ کے ذریعے کیوں نہیں لائی جاسکتی؟ ملک میں رائج پارلیمانی، جمہوری یا اِنتخابی نظام کے ذریعے ہم کیوں تبدیلی نہیں لاتے؟

ہر چند کہ اِنقلاب کی یہ تحریک اَصل جمہوریّت کے اِحیاء اور نفاذ کے لیے ہے، تاہم اِس کے اَسباب سے آگاہی ضروری ہے۔

(ا) پارلیمنٹ کی تشکیل خلافِ آئین ہے

اِس پارلیمنٹ اور نظام کے ذریعے تبدیلی ممکن ہی نہیں کیونکہ اِس کی تشکیل آئین کے آرٹیکل 213 کے سیکشن 2a کی خلاف ورزی میں ہوئی ہے۔ یہ پارلیمنٹ آئین کے آرٹیکل 218 کے خلاف وجود میں آئی ہے۔ آئین کے آرٹیکل 218 کا سیکشن 3 بیان کرتا ہے کہ 'یہ الیکشن کمیشن کا فرض ہے کہ وہ پورے الیکشن کے نظام کو کلیتاً دیانت داری، امانت داری، اِنصاف اور قانون کے مطابق کرے اور ہر قسم کی کرپشن کا خاتمہ کرے'۔

لہٰذا دھاندلی پر قائم ہونے والی اِس پارلیمنٹ سے خیر کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی۔ موجودہ حکومت اور یہ نظام خلافِ آئین ہے۔ آئینِ پاکستان کی رُو سے اِس حکومت اور نظام کا خاتمہ واجب ہو چکا ہے۔

(۲) آرٹیکل 62، 63 کی خلاف ورزی

آئین کے آرٹیکل نمبر 62 اور 63 میں categorically کہہ دیا گیا ہے کہ کوئی قرض خور پارلیمنٹ کا ممبر بن سکتا ہے نہ کوئی ٹیکس چور۔ جب کہ نصف پارلیمنٹ قرض خوروں اور ٹیکس چوروں سے بھری پڑی ہے۔ اِس میں کرپٹ لوگوں کا راج ہے۔ اِس پارلیمنٹ کا وجود میں آنا صریحاً آئینِ پاکستان کے خلاف بغاوت ہے۔ لہٰذا جو پارلیمنٹ آئین توڑ کر بنی ہو اُسے کبھی پارلیمنٹ نہیں کہتے اور نہ اسے جمہوریت کہتے ہیں۔

(۳) اِستحصال کے خاتمے میں ناکامی

آرٹیکل نمبر 3 کی رُو سے ریاست کی ذمہ داری ہوگی کہ ہر قسم کی exploitation ختم کرے تاکہ ہر شخص کو اُس کی صلاحیت، تعلیم اور قابلیت کے مطابق روزگار میسر ہو اور ہر شخص کو اس کے کام کے مطابق معاوضہ دیا جائے۔

یہاں ایک سوال ہے کہ آئین کے آرٹیکل 3 اور 4 جو شرائط عائد کرتے ہیں کہ ریاست کی فلاں فلاں ذمہ داریاں ہیں، کیا ان آرٹیکلز پر عمل درآمد ہو رہا ہے؟

ہر شخص کہے گا: 'نہیں'۔

(۴) فرد کے تحفظ میں ناکامی

آئین کا آرٹیکل 9 کہتا ہے کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ہر شخص کی جان کی حفاظت کی جائے گی۔

16 اپریل 2014ء کو ساؤتھ کوریا میں ایک جہاز کے ڈوبنے سے تین سو جانیں تلف ہوئیں جس پر وزیر اعظم نے اِستعفیٰ دے دیا۔ اسے نظام اور جمہوریت کہتے ہیں جب کہ اِس ملک میں پچاس ہزار جانیں تلف ہو چکی ہیں۔ کس نے اِستعفیٰ دیا ہے؟ جب ریاست لوگوں کے جان و مال کی حفاظت نہیں کرسکتی تو اسے اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔

(۵) Child labour کے خاتمے میں ناکامی

آئین کے آرٹیکل 11 کی کلاز 3 کے تحت 14 سال سے کم عمر کے بچے کو فیکٹری میں کوئی job کرنے کی اجازت نہیں۔

اِس کے برعکس پاکستان کے حالات دیکھیے۔ جولائی 2012ء اور جنوری 2014ء میں UN کی طرف سے جاری کردہ رپورٹس میں declare کیا گیا ہے کہ پاکستان میں ایک کروڑ سے زائد بچے پڑھائی کی بجائے مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ کیا اِن نام نہاد جمہوری حکومتوں یا عوام کے جھوٹے نمائندوں نے ایسی کوئی پالیسی بنائی؟ کیا اِس ایک سال میں کوئی قدم اٹھایا گیا جس سے ایک کروڑ سے زائد اُن بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جاسکے جو 14 سال سے کم عمر ہیں اور مزدوری کرنے پر مجبور ہیں؟ یہ آئین کے آرٹیکل 11 کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

(۶) مفت تعلیم کی فراہمی میں ناکامی

آرٹیکل 25A کہتا ہے کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ پانچ سے سولہ سال کی عمر کے ہر بچے کو مفت تعلیم فراہم کرے۔ پھر آرٹیکل 37 کا سیکشن b کہتا ہے کہ لازمی اور مفت تعلیم دی جائے۔

اِنتہائی افسوس ناک اَمر ہے کہ UN کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق سب سے کم تعلیم یافتہ دس ممالک میں پاکستان کا دوسرا نمبر ہے، جب کہ اتھیوپیا اور کینیا جیسے ممالک پاکستان سے بہتر حالت میں ہیں۔

عوام کے حقوق سے تعلق رکھنے والے آئین کے یہ آرٹیکلز واجب النفاذ ہیں اور ریاست کی ذمہ داری اور فرض ہے کہ وہ اِن پر عمل پیرا ہو۔ جو حکومت انہیں پورا نہیں کر رہی وہ کس لحاظ سے آئینی حکومت ہے اور اُسے کس بنیاد پر اِقتدار میں رہنے کا حق ہے؟

(۷) سماجی مساوات کے فروغ اور پسماندگی کے خاتمے میں ناکامی

آرٹیکل نمبر 37 میں کہا گیا ہے کہ ایسے انتظامات کیے جائیں گے کہ ہر شخص کو special care ملے اور تعلیم و معیشت میں پسماندہ علاقے کے لوگوں کو ترقی ملے۔

لیکن افسوس کہ 65 سال میں پسماندگی جوں کی توں ہے اور اس کا خاتمہ کسی کی ترجیحات میں ہی نہیں ہے۔

(۸) سستے اور فوری اِنصاف کی فراہمی میں ناکامی

آرٹیکل 37 کی کلاز d میں ہے کہ ملک میں سستا اور فوری انصاف ہوگا۔ یہاں غریب آدمی لاکھوں روپے کی فیس کے بغیر عدالتوں میں اپنا حق نہیں لے سکتا اور نہ صریح ظلم کے خلاف انصاف کے لیے قانون کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے۔

اِنصاف کی فراہمی میں تاخیر ہی جرائم کی اَفزائش کا سبب بنتی ہے۔ موجودہ حکومت کے پہلے سال میں صرف پنجاب میں 2,576 عورتوں کے ساتھ درندگی اور سفاکی کرنے کے کیس رجسٹر ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ صوبہ پنجاب میں ہر تین گھنٹے میں ایک عورت کی عزت لوٹی جا رہی ہے۔ ہر چند گھنٹوں میں کئی لوگ قتل ہو رہے ہیں۔ ملک میں ٹارگٹ کلنگ، دہشت گردی اور بم دھماکے ہو رہے ہیں جب کہ حکمران صرف لوٹ مار میں مصروف ہیں۔

(۹) بچوں اور عورتوں کے لیے خصوصی اِقدامات میں ناکامی

آرٹیکل 37 کی کلاز e کہتی ہے کہ ایسے حالات پیدا کیے جائیں کہ بچوں اور عورتوں سے ایسے پیشوں میں کام نہ لیا جائے جو ان کی عمر اور جنس کے خلاف ہوں۔

یہ شقیں 1973ء کے آئین میں رکھی گئی تھیں، آج 42 سال گزر چکے ہیں۔ اس عرصے میں مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی دونوں نے تین تین بار ملک میں حکومت کی ہے؛ لیکن آئین کی یہ شقیں جو عوام کے روزگار اور بچوں کی تعلیم کو واجب کرتی ہیں، جو بچوں کو مجبوراً روزگار کے لیے مزدوری سے روکتی ہیں، ان تمام شقوں کو پامال کیا جاتا رہا ہے۔ کیا ایسے لوگوں کو آئین کے مطابق اِقتدار پر بیٹھنے اور اپنے ڈھونگ اور فریب کو نظام کا نام دینے کا حق ہے؟

(۱۰) لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانے میں ناکامی

آئینِ پاکستان کہتا ہے کہ لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنایا جائے اور مساوی طریقے سے وسائل تقسیم کیے جائیں۔ جب کہ یہاں مائیں اپنے بچوں سمیت خودکشیاں کر رہی ہیں، بیٹیوں کی عزت بیچ کر گھر کے خرچ چل رہے ہیں، گردے اور انسانی اعضا بیچے جا رہے ہیں۔ کم وسائل والا شخص اپنا گھر چلانے کے لیے حرام کمانے پر مجبور ہے۔

☆ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل نمبر 38 کی کلاز a میں ہے کہ دولت اور وسائل کے ارتکاز کو ختم کیا جائے گا اور انہیں عوام کے اندر منصفانہ طریقے سے تقسیم کیا جائے گا۔

آپ ایک طرف حکمرانوں کے محل دیکھیں اور ان کے پڑوس میں اصل پاکستانیوں کی جھگیاں بھی دیکھ لیں۔ ایک طرف وڈیروں، جاگیرداروں اور اِستحصالی طبقات کی رہائشوں کے معیارات دیکھ لیں اور دوسری طرف زیریں پنجاب، اندرون سندھ، اندرون بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں غربت اور محرومی کی آگ میں جلنے والے پنجابیوں، سندھیوں، بلوچوں اور پختونوں کا حال بھی دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

☆ پھر آرٹیکل 38 کی کلاز d کہتی ہے کہ پانچ چیزیں عوام کو مہیا کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور اس پر واجب ہے کہ جو شہری وسائل نہیں رکھتے انہیں روٹی، کپڑا، مکان، اور تعلیم و علاج کی سہولیات فراہم کی جائیں۔

کیا ہر شخص کو روزگار مل رہا ہے؟ کیا ہر شخص کو تعلیم مل رہی ہے؟ کیا ہر شخص کو عزت کے ساتھ علاج کی سہولیات مل رہی ہیں؟ کیا ہر شخص کو انصاف مل رہا ہے؟ کیا ہر ایک کو گھر مل چکا ہے؟ کچھ بھی نہیں مل رہا ہے۔

آپ پچھلی حکومت کے پانچ سالہ دور کا بھی جائزہ لیں اور موجودہ حکومت کے گیارہ مہینے بھی دیکھیں تو یہ حقیقت واضح ہوگی کہ حکمرانوں کی ساری توجہ پوری دنیا میں اپنی business empires پر مرکوز ہے اور بیس کروڑ عوام ان کے کسی ایجنڈے میں جگہ ہی نہیں رکھتے۔

☆ پھر آرٹیکل 38 کی کلاز e میں ہے کہ غیر منصفانہ تقسیم کے باعث لوگوں کے معیارِ زندگی میں پیدا ہونے والے بہت زیادہ فرق کو ختم کیا جائے گا۔

اے پاکستانی قوم! ہم اِس پورے نظام کے خلاف آئینی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 9 سے لے کر 40 تک کل 32 آرٹیکلز ہیں جو پاکستان کے بیس

کروڑ عوام کو حقوق دیتے ہیں۔ ہمارا احتجاج یہ ہے کہ ان 32 آرٹیکلز میں سے ایک بھی نافذ نہیں کیا گیا ہے۔ ہمارا اِحتجاج یہ ہے کہ جمہوریت، وسائل، اِقتدار، طاقت اور خوش حالی کو صرف چند خاندانوں تک محدود رکھا گیا ہے اور اسے نیچے ضلعوں، تحصیلوں، یونین کونسلوں اور قصبوں کی سطح پر نہیں لے جایا گیا۔ لوگوں کے گھروں تک آسودگی وخوش حالی نہیں پہنچائی گئی۔ ہمارا اِحتجاج یہ ہے کہ عملاً آئین کو معطل کر کے اِن سارے اُصولوں کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ یہ حکومت اور نظام، آئین کی صریح خلاف ورزی پر قائم ہے۔ جو سیاسی جماعتیں اور کارکنان ابھی تک اِس پارلیمنٹ کو پارلیمنٹ سمجھتے ہیں اور اِن حکومتوں کو آئینی و جمہوری سمجھتے ہیں، میری اِن گزارشات کے بعد اُنہیں حقیقت تسلیم کر لینی چاہیے۔

آج لاکھوں پاکستانی احتجاج میں گھروں سے نکل آئے ہیں اور کروڑوں گھروں میں بیٹھ کے دیکھ سن رہے ہیں۔ میرا پوری قوم سے سوال ہے کہ اللہ کو حاضر و ناظر جان کر بتائیں کہ کیا حکومت نے ایک قدم بھی مثبت سمت میں بڑھایا ہے؟ گزشتہ 42 یا 65 سال میں لوگوں کے درمیان وسائل اور معیارِ زندگی کے فرق کو کم کیا جا سکا ہے؟ یہ حکمران ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ سیاست ان کی تجارت ہے اور اقتدار ان کا کمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ حکمران اپنی نسلیں پالیں گے اور غریبوں کی نسلوں کو ماریں گے۔ لہٰذا اس غریب کُش نظام کے خلاف غریب عوام کو ہی اٹھنا ہوگا اور آئینِ پاکستان نے آپ پر یہ واجب کر دیا ہے۔

(۱۱) دفاعی اِداروں کی عزت اور وقار پر حملے

آئین، ریاست اور پاکستان کی سلامتی کی ضامن پاک فوج اور اندرون و بیرونِ ملک دشمنوں پر نگاہ رکھنے والے ادارے آئی ایس آئی پر بھی حملے کیے گئے اور ملکی دفاع و سلامتی کے ضامن ادارے کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ PEMRA کی کارروائی کے نام پر فوج کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ باقی غریب اور کمزور اِداروں کا کیا حال ہوگا؟ یہ انہیں ذلیل و رُسوا کر کے اپنے ایجنڈے کے مطابق پاکستان کے دفاع کو کمزور بنانا چاہتے ہیں تاکہ ان کے

راستے کی آخری رکاوٹ بھی ان کے مذموم ایجنڈے کی تکمیل میں حائل نہ رہے۔

لیکن عوامِ پاکستان ہرگز ایسا نہیں ہونے دیں گے کیونکہ یہ سارے اِقدامات آئینِ پاکستان، جمہوریت اور قانون کے خلاف ہیں۔ عوامِ پاکستان آئین و قانون کی بالادستی منوا کر اُس پر عمل درآمد کروائیں گے۔ (اِن شاء اللہ تعالیٰ)

یہاں ہماری گفتگو کا پہلا حصہ مکمل ہوا کہ یہ تحریکِ اِنقلاب کیوں بپا کی جا رہی ہے؟ اِس وقت یہ تحریک اِنتخابات کے لیے نہیں ہے بلکہ انتخابی نظام کی درستگی اور شفافیت کے لیے ہے۔ ہم انتخابات ضرور کرائیں گے مگر نظام کی اِصلاح اور حقیقی جمہوری اَقدار کے قیام کے بعد۔

نیا نظام کیسا ہوگا؟

یہاں لامحالہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باذنہٖ تعالیٰ جب سبز اِنقلاب آئے گا تو ہم عوام کو کیسا نظام دیں گے، اس نئے نظام سے عوام کو کیا ملے گا؟ اب میں اس نئے نظام کے خدوخال واضح کرکے اُس کا مختصر نقشہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

(ا) حکومتی و اِنتظامی ڈھانچے میں تبدیلی کرکے ’عوامی شراکتی جمہوریت‘ کا نظام بنایا جائے گا

اِنقلاب کے بعد اِس ملک کا موجودہ حکومتی و انتظامی ڈھانچہ تبدیل کرکے نیا حکومتی و اِنتظامی نظام نافذ کیا جائے گا جو بین الاقوامی معیارات کے مطابق ہوگا۔ وہ نظام جو ترکی اور دیگر ترقی یافتہ ممالک میں رائج ہے۔ حکمران طبقہ مال کمانے کے لیے ان ملکوں کی طرف دوڑتا ہے مگر ان سے نظام نہیں سیکھتا؟ اِنقلاب کے بعد وہ حکومتی و انتظامی ڈھانچہ نافذ کیا جائے گا جو جنوبی کوریا، جاپان اور چین میں رائج ہے، اور جو نظام ان کے آقا و مولا امریکہ میں رائج ہے۔ مگر ہم ان ممالک کا نظام من وعن لاگو نہیں کریں گے۔ بلکہ میں یہ سب بطور نمونہ بیان کررہا ہوں کہ دنیا کی حقیقی جمہوریتیں جدید انتظامی و حکومتی ڈھانچے کے تحت چل رہی ہیں جب کہ پاکستان ایک سو سال پیچھے کھڑا ہے۔ لہٰذا ہم اپنے حالات کے مطابق پاکستانی ماڈل بنائیں گے۔ وہ پاکستانی ماڈل کیا ہوگا، آیئے! اُس کا جائزہ لیتے ہیں:

☆ وفاقی حکومت کا سربراہ قائدِ عوام ہوگا

وفاقی حکومت کا مرکزی سربراہ قائدِ ایوان (leader of the house) نہیں بلکہ قائدِ عوام (leader of the nation) ہوگا۔ اُسے عوام براہِ راست ووٹ سے منتخب کریں گے تاکہ سیاسی ساز باز ختم ہو۔

☆ اِختیارات گراس روٹ لیول تک منتقل کر کے دس لاکھ لوگوں کو شریکِ اِقتدار کیا جائے گا

آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 140 کی کلاز a یہ لازم ٹھہراتی ہے کہ مقامی حکومتوں کا نظام وضع کیا جائے اور اِختیارات نچلی سطح پر منتقل کیے جائیں۔

اس کے لیے بطورِ نمونہ چند مثالیں پیش کرتا ہوں تا کہ concept واضح ہو کہ نظام اور جمہوریت درحقیقت کیا ہیں۔

☆ اِس وقت ہماری آبادی بیس کروڑ ہے جب کہ ترکی کی آبادی سات کروڑ ساٹھ لاکھ ہے، یعنی ہم سے لگ بھگ تیسرے حصے سے کچھ زیادہ ہے۔ ترکی نے اپنا پورا نظام اور حکومتی و انتظامی ڈھانچہ decentralize کر دیا ہے اور تمام services کو مقامی حکومتوں کی جانب منتقل کر دیا ہے۔ گویا اپنا پورا نظام حقیقی جمہوری اُصولوں پر استوار کر چکے ہیں۔ سات کروڑ ساٹھ لاکھ کی آبادی والے اِسلامی ملک ترکی کے 81 صوبے ہیں۔ ہم کیوں چار صوبوں پر چل رہے ہیں؟ وہاں 957 ضلعی حکومتیں اور 3,216 میونسپل حکومتیں قائم ہیں۔ اس سے نیچے Village Govt. System رائج کیا گیا ہے، جس کے تحت 34,395 دیہی حکومتیں قائم ہیں۔ اس میں ذیلی یونٹ کے طور پر Village Cooperation Neighbourhood System رائج کیا گیا ہے۔ اِس طرح تمام تر اِختیارات نیچے منتقل کر کے 'عوامی شرکتِ اِقتدار' کا نظام عملاً وضع کر دیا گیا ہے۔ مالیاتی اِختیارات، عوام کی خوش حالی کے وسائل اور قانون سازی اور ترقیاتی اِختیارات بھی نیچے منتقل کر دیے ہیں۔

☆ ساؤتھ کوریا میں Special Act for Balanced National Development کے تحت 157 حکومتی وزارتیں، محکمے اور سرکاری ادارے مقامی حکومتوں (local governments) کو منتقل کیے جا رہے ہیں۔ اختیارات کی منتقلی کے عمل میں National Territorial Development Plans کے تحت 2007ء سے 2031ء کا مرحلہ وار منصوبہ چل رہا ہے جس میں تمام اِختیارات مرکزی حکومت سے لے کر

مقامی حکومتوں کو منتقل کر دیے جائیں گے۔

☆ اِسی طرح چین میں مختلف درجات (levels) پر مشتمل حکومتی ڈھانچہ تشکیل دیا گیا ہے۔ چین میں 333 صوبے ہیں، 2,862 ضلعی حکومتیں ہیں جن کے تحت 41,636 ٹاؤن شپ حکومتیں یعنی union councils ہیں۔ اس سے نیچے دیہی سطح پر سات لاکھ چار ہزار تین سو چھیاسی (7,04,386) Village Level Regions ہیں جنہیں محض وسائل اور ترقیاتی اُمور میں شراکت دی جاتی ہے۔

☆ جاپان میں بھی جدید نظام نافذ ہے۔ جاپان کی بارہ کروڑ ستر لاکھ آبادی میں 1719 میونسپلٹیز ہیں جن کے تحت city and town governments بنا کر اختیارات نیچے منتقل کر دیے گئے ہیں یعنی عوام کو شریکِ اِقتدار کیا گیا ہے۔

☆ یہی صورت حال انڈونیشا، ملائیشیا اور ایران کی ہے۔ گویا ہر جگہ یہی نظام ہے۔

☆ اِسی طرح کا نظام امریکہ میں بھی ہے۔ امریکہ کی بتیس کروڑ کی آبادی کے لیے پچاس ریاستیں، 3,034 کاؤنٹی حکومتیں، 16,405 ٹاؤن شپ حکومتیں، 19,429 میونسپل حکومتیں اور 35 ہزار سے زائد Special Purposed Governments ہیں۔ ساری حکومت اور انتظام نچلی سطح پر عوام کو منتقل کر دیا گیا ہے اور مرکزی سطح پر صرف سکیورٹی اور بین الاقوامی معاملات طے ہوتے ہیں۔

جدید نظام اور حقیقی جمہوریت کا ایک نقشہ میں نے آپ کے سامنے بیان کر دیا ہے۔ ہم کیوں ان سے متضاد ہیں؟ کیا ہم کسی الگ سیارے کی مخلوق ہیں؟ پاکستان میں آمریت کیوں ہے؟ سارے اِختیارات مرکز اور چار صوبوں میں وُزرائے اَعلیٰ اور ان کے خاندانوں کے ہاتھوں میں کیوں مرکوز ہیں؟ یہی وہ سبب ہے جس کے باعث ہم اس نظام کو مسترد کرتے ہیں۔ یہاں MNAs اور MPAs ترقیاتی فنڈز اپنی جیب میں ڈال کر حرام خوری کرتے ہیں۔ اِس ملک کے کرپٹ سیاست دان اپنے سیاسی مفادات کو فائدہ پہنچانے

والے ہر کام پر عمل کرتے ہیں، خواہ اس کے لئے انہیں آئین میں اٹھارہ سے بیس ترامیم بھی کرنی پڑیں۔ ہر ترمیم خود کو طاقت ور بنانے اور کرپشن کے لیے سیاسی مک مکا کے طور پر کی جاتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عوام کی بھلائی میں آج تک کوئی ترمیم نہیں کی گئی۔

آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 140 کی کلاز a کے تحت ہر صوبے کی ذِمہ داری ہے کہ وہ مقامی حکومتوں کا نظام وضع کرے اور سیاسی و اِنتظامی اور مالیاتی اِختیارات و وسائل نیچے ضلعی، تحصیلی اور یونین کونسل کی سطح پر منتقل کر دے تا کہ وہ نظام کی باگ ڈور سنبھالیں۔ آج تک اِس پر عمل نہیں ہوا۔ یہ آئین کے خلاف بغاوت نہیں تو اور کیا ہے؟ میں اِن سے پوچھتا ہوں اور عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ اب کہاں ہے آئین؟ یہاں اُن تمام اِقدامات سے گریز کیا جاتا ہے جس سے حکمرانوں کی طاقت کم ہو اور عوام طاقت ور ہوں اور جس کے ذریعے وسائل اور اِقتدار و اِختیار اِن کے ہاتھ سے نکلے اور عوام کو منتقل ہو۔ اِس کے برعکس وہ آرٹیکل جس سے یہ مزید طاقت ور ہوں، اس میں ترمیم پہ ترمیم کرتے چلے جاتے ہیں۔ آج کے ملک گیر اِحتجاجی مظاہروں کے ذریعے عوامِ پاکستان بتا دینا چاہتی ہے کہ دو پارٹیوں اور ہمیشہ کرپشن میں شریک رہنے والی مذہبی جماعتوں کا مک مکا نہیں چلے گا۔

☆ وفاق کے پاس صرف محدود وزارتیں ہوں گی

مرکز کے تمام اِختیارات اور اتھارٹیز نچلی سطح پر منتقل کر دی جائیں گی۔ مرکز کے پاس صرف کرنسی، دفاع، خارجہ پالیسی، ہائر ایجوکیشن، انرجی، inland security اور counter-terrorism جیسے اَہم محکمہ جات ہوں گے۔ باقی تمام وزارتیں اور محکمہ جات ضلع و تحصیل کی طرف منتقل کر دیے جائیں گے۔

☆ 35 صوبے بنائے جائیں گے

نئے نظام کے تحت پاکستان کے ہر ڈویژن کو صوبہ کا درجہ دیں گے۔ اس طرح چار صوبوں کی بجائے 35 صوبے بنائے جائیں گے تا کہ اِختیارات اور وسائل ایک فرد یا چند

اَفراد کے ہاتھوں میں جمع نہ ہوں۔ صوبے کے گورنر کا بجٹ صرف اُتنا ہوگا جتنا آج ایک صوبائی وزیر یا ڈویژن کے کمشنر کا بجٹ ہوتا ہے۔ سب سے پہلے صوبہ ہزارہ بنایا جائے گا جہاں کے لوگ اس کے حصول کی خاطر شہادتیں پا چکے ہیں اور جن کے لیے کمیشن بنے، اسمبلیوں میں قراردادیں پاس ہوئیں مگر وہاں کے عوام کی بات نہیں سنی گئی اور اُن کے ساتھ مذاق کیا گیا۔ اِسی طرح زیریں پنجاب میں نئے صوبوں کے قیام کو ترجیح دی جائے گی۔

☆ 150 ضلعی اور 800 تحصیلی حکومتیں قائم کی جائیں گی

150 ضلعی حکومتیں قائم کی جائیں گی اور ان ضلعی حکومتوں کے نیچے آٹھ سو تحصیلی حکومتیں قائم ہوں گی جن میں شہری آبادی کے لیے چار سو city governments ہوں گی اور دیہی آبادی کے لیے چار سو town governments ہوں گی۔

☆ 6,000 سے زائد یونین کونسل حکومتیں قائم کی جائیں گی

یونین کونسل کی سطح پر union council governments بنیں گی جن کی تعداد 6 ہزار سے زائد ہوگی۔

☆ ویلیج کونسلز بنائی جائیں گی

دیہی آبادیوں میں Village Councils اور Ward Administrations قائم کی جائیں گی۔

اِس طرح عوامی شرکتِ اِقتدار کے نظام کے تحت تقریباً دس لاکھ اَفراد کو شریکِ اِقتدار کیا جائے گا۔ اِن میں تنخواہ دار اور غیر تنخواہ دار دونوں ہوں گے۔ اِسے حقیقی جمہوریت کہتے ہیں جو ہم اِنقلاب کے ذریعے قوم کو دینا چاہتے ہیں۔

پاکستان عوامی تحریک جو نظام لانا چاہتی ہے، اُس کے لیے ہم نے اپنا ہوم ورک مکمل کرلیا ہے، وائٹ پیپرز تیار ہیں۔ جونہی اِقتدار عوام کو منتقل ہوگا، ہم نئے نظام کے نفاذ کا

اعلان کردیں گے۔ ہم اپنی پارٹی پر مشتمل حکومت نہیں بنائیں گے بلکہ اَعلیٰ ذہن کے حامل اَفراد کے ساتھ پوری قوم شریکِ اِقتدار ہوگی۔

(۲) سستے اور فوری انصاف کی فراہمی کے لیے عدالتی ڈھانچے کی تشکیلِ نو ہوگی

موجودہ نظام چونکہ اِرتکاز پر قائم ہے اور وسائل چند ہاتھوں میں محدود ہیں، اس لیے عوام کو کچھ نہیں ملتا۔ عوام اِنصاف کے لیے دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ غریب آدمی پچیس پچیس سال تک سِول کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک دھکے کھاتا ہے مگر اُسے انصاف نہیں ملتا حتیٰ کہ وہ اپنی جائیداد، زمین، گھر بار سب کچھ بیچ کر بھی انصاف سے محروم رہتا ہے۔

جب میں وکالت کرتا تھا تو جھنگ میں ایک بوڑھا شخص مقدمہ لے کر میرے پاس آیا۔ اُس بوڑھے شخص کے دادا نے مقدمہ دائر کیا تھا جو سپریم کورٹ تک گیا۔ سپریم کورٹ نے مقدمہ واپس سِول کورٹ کی طرف بھیج دیا اور 30 سال بعد وہ پھر زیرو پر کھڑا تھا اور اپنا حق مانگنے کے لیے وہ بوڑھا شخص ساری جائیداد بیچ چکا تھا۔

ایسی جمہوریت اور پارلیمانی نظام پر صد حیف ہے کہ جس میں حکمران غریب عوام کو عدل و اِنصاف فراہم نہ کرسکیں۔ اِس وقت بھی پاکستان کی عدالتوں میں سولہ لاکھ مقدمات زیرِ سماعت ہیں۔ غریب کہاں جائے؟ اِنصاف اِتنا مہنگا ہے کہ لاکھوں روپے کی فیس ادا کرتے کرتے غریب کی نسلیں گزر جاتی ہیں، مقدمہ دائر کرنے والے مرجاتے ہیں اور سِول مقدمات میں مدعی کے پوتوں کو کہیں جا کر انصاف مل جاتا ہے۔

حالیہ اَیام میں لاہور ہائی کورٹ میں ایک کیس کی سماعت ہوئی ہے۔ بیرسٹر جاوید اِقبال جعفری نے 26 سیاست دانوں کی کرپشن اور منی لانڈرنگ کے ذریعے ارب ہا ڈالر بیرونِ ملک منتقل کرنے کے خلاف 1996ء میں درخواست دائر کی تھی، جس میں بعد ازاں

مزید سیاست دانوں کے نام بھی شامل کیے۔ 1996ء میں دائر ہونے والی درخواست کی سماعت 9 مئی 2014ء کو ہوئی جو 29 مئی 2014ء تک ملتوی کر دی گئی ہے۔ اٹھارہ سال سے سماعت چل رہی ہے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہاں غریب کو پچیس پچیس سال تک انصاف نہیں ملتا اور طاقت ور کا پچیس پچیس سال تک مواخذہ نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کو ڈوب کے مرجانا چاہیے جو اِسے نظام، جمہوریت یا rule of law کا نام دیتے ہیں۔

☆ اسلام آباد میں وفاقی سپریم کورٹ ہوگی

مرکزی سپریم کورٹ صرف آئین اور ریاست سے متعلق اُمور کی سماعت کرے گی۔ عام آدمی کو اسلام آباد جانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

☆ سپریم کورٹس صوبوں (موجودہ ڈویژنز) کی سطح پر قائم ہوں گی

نئے نظام کے تحت عدالتی نظام میں سپریم کورٹ کی سیٹ ہر ڈویژن میں منتقل ہو جائے گی۔ ہر ڈویژن ایک صوبہ بن چکا ہوگا تو وہ Provincial Supreme Court کہلائے گئی۔ گویا سپریم کورٹ تک جانے والے کا سفر اپنے ڈویژونل شہر تک ختم ہوجائے گا۔

☆ ہائی کورٹس ضلعی سطح پر ہوں گی

ہائی کورٹس ضلعوں میں منتقل ہوں گی اور یہ ڈسٹرکٹ ہائی کورٹ کہلائے گی۔

☆ سیشن کورٹس تحصیلی سطح پر ہوں گی

اس وقت ضلعی سطح پر موجود سیشن کورٹس تحصیلوں میں منتقل ہوجائیں گی۔

☆ یونین کونسل عدالتیں قائم کی جائیں گی

سیشن کورٹس کے نیچے یونین کونسل کورٹس قائم ہوں گی۔ تمام چھوٹے مقدمات یونین کونسل کے اندر عدالتوں میں سماعت ہوں گے اور فوری طور پر مقامی سطح پر اِنصاف ملے گا۔

☆ گاؤں اور محلّہ کی سطح پر اِنصاف کمیٹیاں قائم کی جائیں گی

سب سے پہلے بنیادی سطح پر اِنصاف کمیٹیاں قائم کی جائیں گی جو یونین کونسل کورٹس کے نیچے ہوں گی۔ اِنصاف کمیٹیوں میں علاقے کے معزز، دیانت دار، تعلیم یافتہ اور قانون و شریعت کا فہم رکھنے والے باکردار لوگ شامل ہوں گے۔ انہیں باقاعدہ قانونی درجہ دیا جائے گا تاکہ روزمرہ کے چھوٹے مقدمات اور نزاعات کا فیصلہ وہیں ہو اور اس سے بڑا کیس یونین کونسل کورٹ میں جائے گا۔

☆ غریب سائلین کو حکومتی خرچ پر وکیل کی خدمات مفت فراہم کی جائیں گی

تمام عدالتوں میں غریبوں کے لیے حکومت کی طرف سے سرکاری وکیل کی مفت خدمات مہیا ہوں گی، یعنی غریب کے لیے وکیل کا کوئی خرچہ نہیں ہوگا۔

☆ پولیس 24 گھنٹے کے اندر FIR درج کرنے اور 3 دن میں چالان عدالت میں پیش کرنے کی پابند ہوگی

جرم ہونے کی صورت میں پولیس چوبیس گھنٹے میں FIR درج کرکے تین دن کے اندر اندر چالان پیش کرنے کی پابند ہوگی۔ متاثرہ فریق کو تھانے میں دھکے نہیں کھانے پڑیں گے بلکہ متاثرہ فریق صرف وقوعہ کی اطلاع کرے گا، چاہے فون پر ہی کردے۔

☆ فوج داری مقدمہ کا فیصلہ ایک سے تین ماہ میں ہوگا

فوج داری مقدمات کا فیصلہ ایک ماہ میں کردیا جائے گا۔ دوسرا ماہ پہلی اپیل کے لیے ہوگا جب کہ تیسرا ماہ دوسری اور آخری اپیل کے لیے ہوگا۔ اِس طرح فوج داری مقدمہ FIR سے لے کر آخری اپیل تک کل تین ماہ میں ختم ہوجائے گا۔

☆ دیوانی مقدمات 6 ماہ میں مکمل کرکے فیصلہ سنا دیا جائے گا

دیوانی مقدمات اِبتداء سے لے کر آخری اپیل تک کل 6 ماہ میں ختم ہوجائیں

گے۔ اِس طرح لوگوں کو مفت اور فوری عدل و اِنصاف ملے گا۔ نئے عدالتی نظام کا ہوم ورک میں نے مکمل کر لیا ہے اور اِن شاء اللہ عوام کو اِقتدار منتقل ہوتے ہی نئے صوبے بنا کر اِسے نافذ کر دیا جائے گا۔

یہاں سوال ہوسکتا ہے کہ ان تمام اِقدامات کے لیے وسائل کہاں سے آئیں گے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ میں بنیادی طور پر قانون کا ایک طالب علم اور وکیل ہوں اور میں نے قانون پڑھایا بھی ہے۔ اس حوالے سے سارا ڈھانچہ (sketch) مکمل ہے اور کسی چیز کے لیے بھی زائد بجٹ کی ضرورت نہیں ہوگی۔

(۳) اِنقلاب سے عوام کو کیا ملے گا؟ 10 نکاتی اِنقلابی پروگرام

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِنقلاب اور نئے نظام سے غریبوں کو کیا ملے گا؟ میں آپ کو دس نکاتی اِنقلابی چارٹر دے رہا ہوں، جس کے اَہم نکات حسبِ ذیل ہیں:

1. ہر بے گھر کو گھر دیا جائے گا اور متوسط خاندانوں کو گھر کی تعمیر کے لیے 25 سال کی اَقساط پر بلا سود قرض دیا جائے گا۔

بے گھر خاندانوں کو حسبِ ضرورت تین تا پانچ مرلے کے مفت پلاٹ دیے جائیں گے۔ تعمیر کے لیے بلا سود قرضے فراہم کیے جائیں گے جو بیس تا پچیس سال کی مدت میں واپس کرنا ہوں گے۔ جو خاندان اِس کی اِستطاعت نہ رکھتے ہوں گے، انہیں مفت گھر بنا کر چابیاں دے دی جائیں گی۔

وفاقی حکومتِ پاکستان کے جاری کردہ حقائق اور کینیڈا کی CIDA، جاپان کی JICA، برطانیہ کی DFID اور امریکہ کی USAID کے اَعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں 15 ملین یعنی ڈیڑھ کروڑ افراد رجسٹرڈ بے گھر ہیں۔ ان ڈیڑھ کروڑ بے گھر اَفراد کو خاندانوں کے units میں تقسیم کریں تو دو یا تین بیڈ رومز پر مشتمل گھر ایک ایک فیملی کو مہیا کرنے کے

لیے کل سات کھرب یعنی سات سو ارب روپے درکار ہوں گے۔ لہٰذا دونوں صورتیں ممکن ہیں کہ حکومت مکمل خرچ برداشت کرے یا 20 تا 25 سالہ آسان اَقساط اور شرائط پر بلا سود قرض فراہم کیا جائے۔ علاوہ ازیں بین الاقوامی donor agencies بھی بے گھر لوگوں اور خاندانوں کے لیے donations دیتی ہیں۔

2. ہر بے روزگار شخص کو مناسب روزگار فراہم کیا جائے گا یا روزگار الاؤنس دیا جائے گا۔

پاکستان میں معمول ہے کہ حکمران، سیاست دان اور اَشرافیہ اربوں روپے کے قرض کھا جاتے ہیں اور defaulter بن کر bankruptcy کروا لیتے ہیں۔ مزید یہ کہ عدالتوں سے پچیس پچیس سال کے stay بھی لے لیتے ہیں۔ ہمارے نوجوان جب یہ سب کچھ دیکھتے ہیں تو وہ بھی قرض خور ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوٹا قرض کھانے میں کیا حرج ہے۔ ہم قوم کو اِس غلط روِش پر نہیں ڈالنا چاہتے۔ ہم job planning کے ذریعے نوجوانوں کو روزگار مہیا کریں گے اور کوئی بھی graduate اور technical education رکھنے والا بے روزگار نہیں رہے گا۔

3. قلیل آمدنی والوں کو ضروری اَشیاے خورد و نوش (آٹا، گھی، چینی، چاول، دودھ، دال اور سادہ کپڑا) آدھی قیمت پر فراہم کی جائیں گی۔

4. لوئر مڈل کلاس کے لیے بجلی، پانی اور گیس کے بلوں پر ٹیکس ختم کر دیے جائیں گے اور مذکورہ یوٹیلٹیز نصف قیمت پر فراہم ہوں گی۔

5. سرکاری اِنشورنس کا نظام بنایا جائے گا جس کے تحت غریبوں کا علاج مکمل طور پر فری ہوگا۔

غریبوں کے لیے state insurance اور نیشنل ہیلتھ سروس کا نظام وضع کیا جائے گا اور انہیں علاج کی جملہ سہولیات بشمول اَدویات مفت مہیا کی جائیں گی۔

پاکستان میں 10 کروڑ اَفراد یعنی تقریباً نصف آبادی صحت کی مناسب سہولتوں سے محروم ہے۔ اِن اَفراد کو علاج کی مناسب سہولتیں مہیا کرنے کے لیے حکومتِ پاکستان کو health sector کی مد میں international donors سے پہلے ہی کھربوں روپے کی اِمداد ملتی ہے، مگر یہ سب اِمداد کرپشن اور حرام خوری کی نظر ہوجاتی ہے۔ عوام کو اِن کی تفصیلات کا کچھ علم نہیں ہے۔ عوام کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ رقوم ان کے لیے دی جاتی ہیں۔ جب تک ان کرپٹ لیڈروں کو اٹھا کر باہر نہیں پھینکیں گے اُس وقت تک باہر کے ملکوں کی طرف سے ملنے والی اِمدادی رقوم بھی حرام خوری کی مد میں جاتی رہیں گی۔

پوری دنیا میں پاکستانی ڈاکٹرز خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ اُن کے ملین ڈالرز کے پیکجز ہیں اور وہ ایک مہینے میں ہزار ہا ڈالر کماتے ہیں۔ ان کے دل پاکستان کے اندر basic health care units، rural health centres اور چھوٹے ہسپتال بنانے کے لیے تڑپتے ہیں مگر کرپٹ سیاست دان اور بیوروکریسی انہیں رفاہی کام کرنے کی اجازت نہیں دیتے حالاں کہ یہ محبّ وطن پاکستانی پورے ملک میں علاج کی بنیادی سہولیات مہیا کرنے کا جال بچھا سکتے ہیں۔

6. یکساں نظام کے تحت میٹرک تک تعلیم مفت اور لازمی ہوگی۔

یکساں نصاب کے تحت میٹرک تک تعلیم مفت اور لازمی ہوگی۔ والدین بچوں کو تعلیم سے محروم نہیں رکھ سکیں گے اور خلاف ورزی پر تعزیر ہوگی۔ اَعلیٰ تعلیم کے لیے ہر خواہش مند طالب علم کو مواقع ملیں گے اور میرٹ کے مطابق داخلہ یقینی ہوگا۔

پاکستان میں 3 کروڑ اَفراد مناسب تعلیم سے محروم ہیں۔ پاکستانی حکومت کو اعلیٰ تعلیم کی مد میں بین الاقوامی اداروں سے 200 ارب روپے سالانہ امداد ملتی ہے تاکہ لوگوں کو تعلیم مہیا ہو۔ لیکن یہ اِمداد سیاست دان اور کرپٹ بیوروکریٹس کی جیبوں میں جاتی ہے۔ یہ کوئی حیرت ناک اَمر نہیں کیوں کہ جب سیلاب کے کمبل اور سیلاب زدگان کی خوراک ان

حکمرانوں کے گھروں میں جاتی ہے تو تعلیم کی اِمداد کہاں غریب تک پہنچے گی؟

7. غریب کسانوں اور ہاریوں کو 5/10 ایکڑ زرعی زمین برائے کاشت مفت فراہم کی جائے گی۔

پاکستان کا کل رقبہ 20 کروڑ ایکڑ ہے، جس میں سے نصف یعنی 10 کروڑ ایکڑ زرعی زمین ہے۔ اس 10 کروڑ ایکڑ میں سے 5 کروڑ ایکڑ نجی ملکیت میں ہے اور بقیہ 5 کروڑ ایکڑ رقبہ کاشت کاری کے لیے غریب کسانوں، ہاریوں اور چھوٹے کاشت کاروں میں 5 تا 10 ایکڑ کے یونٹ بنا کر تقسیم کر دیا جائے گا۔

8. مستحق گھرانوں میں خواتین کو گھریلو صنعتوں کے ذریعے روزگار فراہم کیا جائے گا تاکہ انہیں معاشی اِستحکام مل سکے اور خواتین کے خلاف اِمتیازی رسوم اور ظالمانہ قوانین کا خاتمہ کیا جائے گا۔

خواتین کو گھریلو صنعتی یونٹس کی صورت میں روزگار اور کسبِ معاش کے مواقع مہیا کیے جائیں گے تاکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑی ہوسکیں۔ اُنہیں مکمل سماجی و معاشی تحفظ فراہم کر کے ان کے خلاف تمام اِمتیازی رسوم اور ظالمانہ قوانین ختم کیے جائیں گے۔ اس میں مسلم اور غیر مسلم آبادیاں برابر کی حق دار ہیں۔

9. سرکاری و غیر سرکاری چھوٹے بڑے ملازمین کے درمیان تنخواہوں کے فرق کو ممکنہ حد تک کم کیا جائے گا۔ تنخواہوں کے scales اور structure کو review کیا جائے گا۔

10. فرقہ واریت اور دہشت گردی کے خاتمے کی اِنقلابی پالیسی بنائی جائے گی۔ 10 ہزار peace training centres قائم کیے جائیں گے۔ مدارس اور اسکولز کے نصابات میں ترامیم اور جدت پیدا کی جائے گی۔ پورے معاشرے کو اِنتہاء پسندی سے پاک اور

معتدل بنایا جائے گا تاکہ یہاں اَمن، حفاظت، خوش حالی اور ترقی کی ضمانت فراہم کی جائے۔

اِن اِقدامات کے ذریعے ملک میں investment کا سازگار ماحول پیدا کیا جائے گا۔ اس سے نہ صرف چھوٹے بڑے تاجر اپنا سرمایہ باہر لے جانے کی بجائے پاکستان میں invest کریں گے بلکہ غیر ملکی سرمایہ کار اور بیرونِ ملک پاکستانی بھی پاکستان میں سرمایہ کاری کریں گے۔

(۴) اِنقلابی اِقدامات پر عمل درآمد کے لیے وسائل کی دست یابی

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِن تمام اِنقلابی اِقدامات کے لیے وسائل کہاں سے آئیں گے؟

اس کا جواب واضح کردوں کہ اِس ملک میں بے حساب وسائل ہیں۔ میں صرف تین چیزوں کی نشان دہی کروں گا تاکہ تصور واضح ہو جائے:

i۔ لوٹی ہوئی دولت بیرونِ ملک سے واپس لائی جائے گی

اِس اِنقلابی منشور کو قابلِ عمل بنانے کے لیے سب سے پہلے کرپشن کا خاتمہ کیا جائے گا اور ملک سے لوٹی ہوئی دولت سوئس بینکوں سے واپس لائی جائے گی۔ سوئٹزر لینڈ میں کل 13 بینک ہیں جہاں دوسرے ملکوں کا کالا دھن جمع ہوتا ہے۔ ان میں سے صرف دو بینکوں میں ہمارے حکمرانوں اور سیاسی و مذہبی لیڈروں کے ایک سو ارب ڈالر یعنی دس ہزار ارب روپے جمع ہیں۔ اِنقلاب کے بعد ایسے تمام لیڈروں کو قابو کرکے لوٹی ہوئی دولت واپس لانے کے لیے سوئس بینکوں کے ساتھ معاہدہ کریں گے اور ایک غیر جانب دار ادارہ مقرر کریں گے جو معاہدے کے تحت بین الاقوامی قوانین کے مطابق پاکستان کا لوٹا ہوا سرمایہ واپس لائے گا۔ یوں ہم عوام کے پیسے سے عوام کے حالات بدلیں گے۔

حکومت نے اِس معاملے میں بھی دھوکا دہی کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے۔ حکومت پارلیمنٹ کے فلور پر کیوں نہیں بتاتی کہ سوئس بینکوں میں کن کن کے اکاؤنٹس ہیں؟ کرپٹ لوگوں کے نام ریکارڈ پر لانے چاہییں مگر وزیر خزانہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے اور نہ ہی قوم کو رپورٹ دیں گے۔

ii۔ بے پناہ قدرتی وسائل کو اِستعمال میں لایا جائے گا

پاکستان میں قدرتی وسائل کی کمی ہرگز نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے اس پاک سرزمین میں اتنے معدنی وسائل رکھے ہیں کہ پاکستان بھی سعودی عرب اور ایران کی طرح امیر ہوسکتا ہے، مگر یہاں کے کرپٹ لیڈروں نے آج تک پاکستان کی زمین کے سینے میں چھپے ہوئے خزانے نکالنے کی اجازت ہی نہیں دی۔

☆ صرف بلوچستان میں Reko Diq سونے کی اتنی بڑی کان ہے جہاں ایک ہزار ارب ڈالر یعنی ایک لاکھ ارب روپے کا سونا ہے۔ اس سے پورے ملک کے غریبوں کے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔ غریبوں کی فلاح و بہبود کے لیے میں نے جتنے پروگرام دیے اور structural reforms کا اِنقلابی ایجنڈا دیا ہے، ان کے سارے اخراجات صرف تنہا Reko Diq سے پورے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ایمانداری کے ساتھ اس کی کھدائی کی جائے اور اس پر کمیشن یا kickbacks نہ لی جائیں۔ ایسی کمپنیوں کو ٹھیکے دیے جائیں جو جائز منافع لیں اور پاکستان کو سونا نکال کر دے دیں۔

☆ Sandak Gold Mine میں پچاس ارب ڈالر یعنی پانچ ہزار ارب روپے مالیت کا unclean gold موجود ہے۔

☆ کوئٹہ سے زیارت کے روٹ میں پلاٹینم کی کانوں میں ایک ٹریلین ڈالر یعنی ایک لاکھ ارب روپے کا پلاٹینم ہے۔

☆ اسی طرح یورینیم کی کانوں میں دو ٹریلین ڈالر یعنی دو لاکھ ارب روپے کا یورینیم

پڑا ہے۔

☆ مزید برآں کراچی سے جیوانی کی سرحدی پٹی اور ایران کے ساتھ ملحقہ بارڈر میں دو ٹریلین ڈالر یعنی دو لاکھ ارب روپے کے تیل کے ذخائر (oil reserves) موجود ہیں۔

مگر افسوس کہ 65 سال میں کسی بھی جگہ کھدائی نہیں کرنے دی گئی۔

☆ گوادر 20 ارب ڈالر یعنی دو ہزار ارب روپے سالانہ دے سکتا ہے۔

بلوچستان کی سرزمین میں اللہ رب العزت نے وہ وسائل دیے ہیں کہ پاکستان دس سے بیس سال کے اندر اندر سعودی عرب اور عرب امارت کی طرح امیر ہوسکتا ہے۔ اِس کا آغاز ہم عوام کو اِقتدار منتقل ہونے کے پہلے سال میں ہی کر سکتے ہیں جس سے غریبوں کے حالات بدلنے لگ جائیں گے۔

اَصل مسئلہ یہ ہے کہ حکمران ہرگز ایسا نہیں ہونے دیں گے کیونکہ یہ اپنے ذاتی کمیشن کے لیے معدنیات نہیں نکالتے۔ موجودہ حکمرانوں کی اِس بابت کئی میٹنگز ہوئی ہیں اور یہ سونے اور یورینیم کی کانوں سے معدنیات نکالنے پر اپنا حصہ مانگتے ہیں۔ دس ارب ڈالر یعنی ایک ہزار ارب روپے صرف معاہدہ کرنے کا مانگتے ہیں اور حصے داری (partnership) کا الگ مانگتے ہیں۔ دنیا کی آٹھ بڑی گولڈ مائن کمپنیوں کے ساتھ مذاکرات ہورہے ہیں اور اس سلسلے میں دبئی، جدہ، لندن، نیویارک وغیرہ میں ملاقاتیں بھی کر چکے ہیں۔ اگر چاہیں تو میں اُن دفتروں کے پتے اور تاریخیں بھی بتا سکتا ہوں جہاں یہ حکمران ان کمپنیوں سے ملے ہیں۔ یہ حرام کھانے کے لیے کمیشن اور رشوت مانگتے ہیں جس کی وجہ سے قوم غربت کی آگ میں جل رہی ہے۔

iii۔ کرپشن کا خاتمہ کیا جائے گا

اِنقلابی ایجنڈے پر عمل پیرا ہونے کے لیے وسائل پیدا کرنے کا تیسرا ذریعہ کرپشن کا خاتمہ ہے۔ جب ہماری حکومت میں عوام کا اِقتدار آئے گا تو کوئی حکمران کرپشن نہیں

کر سکے گا۔

پاکستان میں کم اَز کم ایک سو ارب روپے ماہانہ کی کرپشن ہوتی ہے اگرچہ رپورٹس پندرہ سو ارب روپے ماہانہ کی ہیں۔ یہ اَعداد و شمار سرکاری طور پر مصدقہ ہیں۔ NAB کے سابق چیئرمین نے بھی بیان کیا تھا اور بین الاقوامی ایجنسیاں بھی یہی بتاتی ہیں۔ رشوت، کمیشن اور kickbacks بھی کرپشن کی قسم ہیں، بڑے بڑے سودوں میں تیس چالیس فیصد کے حساب سے حصہ کھانا بھی کرپشن ہے۔ ٹیلی فون کے محکمے، بجلی کے کنکشن، transformers کی تبدیلی و مرمت اور بلوں کی درستگی، ٹیکس، ریونیو اور کسٹم ڈیوٹی میں بھی کرپشن ہے؛ الغرض جہاں جائیں ہر محکمے اور دفتر میں کرپشن اور لوٹ مار ہے۔

اگر ہم اس کا ایک چوتھائی بھی کنٹرول کرلیں تو پچیس ارب روپے ماہانہ بچت شروع ہوجائے گی جو غریبوں پر خرچ ہوگی۔ جب پچاس فیصد کنٹرول کرلیں گے تو پچاس ارب روپے ماہانہ بچت ہوگی۔ اِس طرح سال کا حساب لگائیں گے تو چھ سو ارب روپے سالانہ صرف یومیہ روٹین کی کرپشن سے بچت ہوگی جو غریبوں کی طرف جائے گی۔

اس ملک میں شفافیت اور اِحتساب نام کی کوئی شے نہیں ہے۔ یہاں حرام خوری اور کرپشن کا نظام ہے۔ اپنی حرام خوری اور کرپشن چھپانے کے لیے اِحتساب کا چیئرمین بھی دونوں پارٹیوں نے مک مکا سے مقرر کیا ہوا ہے۔

iv۔ Tax leakage کا خاتمہ کرکے اس کے دائرہ کار میں وسعت لائی جائے گی

فیڈرل بورڈ آف ریونیو (FBR) کی رپورٹ کی مطابق tax leakage کی مد میں پاکستان کو سالانہ دو ہزار ارب روپے کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہم اس پر بتدریج کنٹرول کریں گے اور ٹیکس چوروں کا محاسبہ کریں گے۔

FBR کے مطابق اِس ملک میں 3.8 ملین (تقریباً چالیس لاکھ) اَفراد ٹیکس چوری میں ملوث ہیں جنہیں ٹیکس نیٹ میں لانا ہے۔ لہٰذا تاجروں اور دیگر طبقات کی مشاورت

سے ٹیکس نیٹ بڑھایا جائے گا تاکہ وہ اَز خود بآسانی اپنا ٹیکس ادا کرسکیں۔ اِس طرح کم اَز کم پانچ سو ارب روپے سالانہ آمدن اور وسائل میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔

یہ حقیقت اَلمیہ سے کم نہیں کہ حکومت خود ٹیکس چوری میں ملوث ہے۔ موجودہ حکومت نے اپنے سیاسی لوگوں کے لیے 11 ماہ میں اَسّی SROs جاری کرکے ٹیکس چوری کروائی ہے۔ اِس طرح صرف 11 ماہ میں قومی خزانے کو تقریباً 500 ارب روپے کا نقصان پہنچایا ہے۔ ان سارے SROs یعنی Statutory Regulatory Orders کے نمبرز اور تفصیلات بھی میرے پاس ہیں۔ حکمرانوں نے اپنی شوگر ملوں کے لیے ٹیکس چوری کروایا ہے اور ایکسائز ڈیوٹی چھڑوائی ہے یعنی tax exemptions بھی دی ہیں اور deductions بھی کی ہیں۔ الغرض یہ وہ طریقے ہیں کہ ایک طرف ٹیکس نادہندہ ہیں اور دوسری طرف خود حکومتی طبقات اپنے ذاتی مفادات کے لیے ٹیکس چوری کرواتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہر حکومتی محکمہ نادہندہ ہے اور اس کے ذِمہ رقوم واجب الادا ہیں۔

v۔ زکوٰۃ کی درست collection اور شفاف تقسیم ہوگی

اگر مملکتِ خداداد میں زکوٰۃ کی شفاف collection ہو اور لوگوں کا اِعتماد بحال ہو جائے تو اربوں روپے غریبوں کی خوش حالی پر خرچ ہو سکتے ہیں۔

ہر فرد جانتا ہے کہ جونہی یکم رمضان المبارک قریب آتا ہے تو بینکوں سے رقوم نکلوا لی جاتی ہیں کیونکہ سرکاری نظامِ زکوٰۃ پر لوگوں کا اِعتماد نہیں رہا کہ ان کی رقوم صحیح مصرف پر خرچ ہوں گی۔ زکوٰۃ کی رقم سرکاری اللوں تللوں اور کرپشن پر خرچ ہوتی ہے۔ اگر اِس ملک میں ایمان دار اور دیانت دار لیڈر شپ اور کرپشن سے پاک نظام آجائے اور لوگوں کا اِعتماد بحال ہوجائے کہ دین کے اَہم رُکن زکوٰۃ کے مال میں ایک پائی کی کرپشن بھی نہیں کی جائے گی تو قوم اپنی زکوٰۃ بینکوں کے ذریعے ادا کرنے پر تیار ہوگی۔

بڑے بڑے رفاہی ادارے دنیا بھر کے پاکستانی مسلمانوں کی زکوٰۃ سے چل رہے

ہیں۔ قوم اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور زکوٰۃ دینا چاہتی ہے۔ آج 11 مئی کی ہی مثال لے لیں۔ ہم نے 60 شہروں میں سے کسی ایک شہر میں بھی بسوں اور ٹرانسپورٹ کے کرائے وغیرہ کے لیے کسی تنظیم کو کچھ نہیں دیا، بلکہ نظام کی تبدیلی اور حقیقی جمہوریت کے قیام کے لیے تمام تر اَخراجات عوام اور کارکنان نے خود اپنی جیب سے کیے ہیں۔

vi۔ سیاسی اثر و رسوخ سے آزاد معاشی پالیسی قائم ہوگی

اِنقلاب کے بعد آزاد، مضبوط اور مستحکم معاشی پالیسی بنائی جائے گی۔ اسٹیٹ بینک، تمام شیڈولڈ بینکوں، DFIs اور SECP وغیرہ جیسے اداروں کو حکومت اور سیاسی تقرریوں کے اثر و رسوخ سے آزاد کردیں گے۔ اِسی طرح وہ تمام 58 ادارے بھی آزاد کردیے جائیں گے جن کے بارے میں سپریم کورٹ نے 22 جولائی 2013ء کو فیصلہ صادر کیا تھا کہ وزیر اعظم یا سیاسی لوگ ان کے سربراہ کی تقرری نہیں کرسکتے، مگر موجودہ وزیر اعظم نے سپریم کورٹ کے احکامات کو ردّ کرکے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے منسوخ کردیا کہ 58 میں سے 40 اداروں پر خود اپنے ذاتی ملازمین کی تقرریاں کریں گے تاکہ ملک میں کرپشن کا بازار گرم کرسکیں اور وہ لوگ انہیں تحفظ فراہم کریں۔

vii۔ عالمی مالیاتی اداروں سے قرض کا حصول عوام اور پارلیمنٹ کی مرضی سے مشروط ہوگا

آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، اے ڈی بی اور آئی ڈی بی سے عوام کی مرضی اور پارلیمنٹ کی منظوری کے ساتھ قرضے لیے جائیں گے اور کوئی کام مخفی نہیں ہوگا۔

یہاں ایک بڑا اَہم سروے بیان کرنا چاہوں گا۔ 1985ء سے لے کر 2013ء تک کے 28 سالہ دور میں برسر اِقتدار آنے والی حکومتوں نے IMF اور ورلڈ بینک سے جتنا قرض لیا، وہ کل 59 ارب ڈالر بنتا تھا۔ ہم اسے 60 ارب ڈالر کہہ سکتے ہیں۔ اِس کل قرضے کی سالانہ اَوسط نکالی جائے تو دو ارب دس کروڑ ڈالر بنتی ہے۔ اب معاشی ترقی کے دعوے دار موجودہ حکمران - جن کا کبھی یہ کہنا تھا کہ 'قرض اتارو، ملک سنوارو' - اِس وقت

180 ڈگری کی متضاد سمت پر چل رہے ہیں۔ اُنہوں نے صرف 11 ماہ میں 24 ارب ڈالر کا قرض منظور کروایا ہے۔ یہ قرض قسطوں میں ملے گا، جس میں سے بہت کچھ مل چکا ہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب بھی نہیں کہ قرض لینے کا یہ سلسلہ اِسی ایک سال میں بند ہو جائے گا بلکہ حکمران ہر سال مزید قرضے منظور کرائیں گے۔ پھر short term قرضے بھی لیے جائیں گے۔ پاکستان پر 28 سال میں جتنا قرض چڑھا، اگر یہ حکومت پانچ سال رہی تو اس سے کئی گنا زیادہ مقروض کرے گی۔ یہ پاکستان کی نسلوں کو مقروض چھوڑ کر جائیں گے۔

viii۔ قومی اداروں کو منافع بخش بنایا جائے گا

پاک ریلوے، NHA، PIA، واپڈا، پاک اسٹیل، پورٹ قاسم، KPT، OGDC، PSO، SNG/SSG اور بہت سے قومی ادارے جنہیں نجکاری کے نام پر بانٹا جارہا ہے - حالانکہ وہ نفع دے رہے تھے یا نفع دینے کے قابل ہیں - ہم ان اداروں کو ڈیڑھ سے دو سال کے اندر دوبارہ نفع بخش بنائیں گے۔ اِس سے ایک ہزار ارب روپے سالانہ آمدن ہوگی۔

پاکستان میں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ ایسے قومی اِداروں کو منافع بخش بنانے کے بجائے بیچ کر کھانے کا سامان ہو رہا ہے اور IMF اور World Bank سے لیے گئے قرضوں کی ادائیگیاں ہو رہی ہیں۔

الغرض میں نے جو حقائق آپ کے سامنے رکھے، ان کا لبِ لباب یہ ہے کہ اِس ملک میں وسائل کی کمی نہیں ہے۔ اِس ملک کو کرپٹ لیڈر کھا گئے ہیں۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ! عوامی سبز اِنقلاب اس ملک کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کردے گا۔

ix۔ سادہ طرزِ زِندگی کا نظام وضع کیا جائے گا

سرکاری طور پر سادہ طرزِ زندگی کا نظام اپنایا جائے گا۔ ترقیاتی بجٹ کے نام پر کروڑ ہا روپے MNAs اور MPAs کی جیبوں میں جاتے ہیں۔ غریب اور چھوٹے ملازمین کی

تنخواہیں تو صرف پانچ دس فیصد بڑھتی ہیں جب کہ اِقتدار پر براجمان MNAs اور MPAs کی تنخواہیں یک لخت ایک بل کے ذریعے سو فیصد سے دو سو فیصد تک بڑھا دی جاتی ہیں۔ حرام خوری اور کرپشن کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ غریب دشمنی اور ملک لوٹنے کے ایسے تمام اِقدامات پر پابندی ہوگی۔ نیز ایوانِ صدر، وزیر اَعظم ہاؤس، گورنر ہاؤسز، وُزرائے اَعلیٰ اور وزراء و مشیران کی تنخواہیں، perks اور priviliges پر برباد ہونے والے ہزار ہا ارب روپے سادہ نظامِ زندگی کے ذریعے سے پہلے مہینے میں ہی اِن شاء اللہ کنٹرول کر لیے جائیں گے کیونکہ یہ عوام کا حق ہے اور انہی کو ملے گا۔

موجودہ وزیر اعظم صاحب نے پندرہ بیس افراد کے ہمراہ ترکی بھی جانا ہو تو معمول کی فلائٹ پر نہیں جاتے۔ حرام کے پیسوں پر پلنے والے یہ حکمران پورا جہاز خالی کرواتے ہیں۔ وہ جہاز تین دن تک ترکی میں کھڑا رہا اور اُس کی روزانہ کی کمائی بھی ضائع ہوئی۔ جس دن واپسی تھی، اچانک اِرادہ ملتوی کر دیا گیا۔ تمام لوگ اور پی آئی اے کی انتظامیہ حیران رہ گئی کہ دفعتاً پروگرام کیوں تبدیل ہوگیا؟ خبر ملی کہ ترکی کے ایک خاص ریسٹورنٹ کا کھانا وزیر اعظم صاحب کو بہت پسند ہے۔ مصروفیات کے باعث وہ اس کا کھانا نہیں کھا سکے، لہٰذا اس کا کھانا کھا کر اگلے دن واپسی ہوگی۔

جب اِس طرح کے حکمران ہوں گے تو ادارے کبھی منافع میں نہیں ہوں گے، بلکہ خسارے میں ہی جائیں گے۔

اِنقلاب کیسے آئے گا؟

گفتگو سمیٹتے ہوئے آخر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ پُر اَمن اِنقلاب کیسے آئے گا اور اس کا طریقہ کار کیا ہوگا؟

سن لیں! اِنقلاب سراسر lawful اور قانون کے عین مطابق ہوگا۔ اس کے طریقہ کار پر constitutional homework اور legal framework مکمل کر لیا ہے۔ اس کا خاکہ اور طریقہ کار سب کچھ تیار ہے۔ یہ عوام کی رائے سے ہوگا۔ قوم پریشان نہ ہو۔ لیکن میں اِس موقع پر نہیں بتانا چاہتا، وقت آنے پر بتاؤں گا۔ آج صرف اُتنا بتایا ہے جس کا تعلق عوام کے ساتھ ہے کہ یہ اِنقلاب عوام کو کیا دے گا!

پاکستان اور بیرونی دنیا میں بیٹھے ہوئے سو سے دو سو اَفراد پر مشتمل ایک advisory council کے طور پر میرے specialists ہیں۔ آٹھ آٹھ دس دس اَفراد پر مشتمل ٹیمیں اس پورے system کو develop کرنے کا کام کر چکی ہیں جو عنقریب مکمل ہونے والا ہے۔ میں نے زمینی حقائق کو سامنے رکھ کر مکمل financial feasibility کے بعد اِطمینانِ قلب کے ساتھ آج قوم کے سامنے بات کی ہے۔

خلاصہ کلام

اے عوامِ پاکستان! اِنقلاب تنہا ڈاکٹر طاہر القادری اور اس کی پارٹی نہیں لائے گی۔ جس طرح آج آپ لوگ گھروں سے نکلے ہیں، آپ اپنی اِس قوت و تعداد کو ایک کروڑ نمازیوں میں بدل دیں اور اِنقلاب کے لیے کھڑے ہوجائیں۔ یہ خون خوار لوگ کبھی آپ کی بیٹیوں کے سروں پر دوپٹے نہیں دیں گے۔ کبھی غربت میں جلتے ہوؤں کو سکھ نہیں دیں گے۔ آپ کے تعلیم یافتہ بچوں اور جوانوں کو روزگار نہیں دیں گے۔ آپ کو شریکِ اِقتدار نہیں کریں

گے۔ آپ کے گھر کی دہلیز تک انصاف نہیں پہنچائیں گے۔ اِس ملک میں حقیقی جمہوریت کے راج اور پُراَمن عوامی اِنقلاب کے لیے آپ کو خود اٹھنا ہوگا۔ حقیقی تبدیلی کا وقت قریب ہے، تاریک رات ختم ہونے والی ہے اور صبحِ اِنقلاب کا سورج طلوع ہونے والا ہے۔ اٹھو! آگے بڑھتے چلو تاکہ اِنقلاب کا سویرا آپ کی کوششوں سے جلد طلوع ہو۔

اِن شاء اللہ تعالیٰ! وہ دن دور نہیں جب ہر مرجھائے ہوئے چہرے پر رونق اور مسکراہٹ ہوگی۔ سوکھی ہوئی آنکھوں میں پھر چمک دمک ہوگی۔ مایوس لوگوں کو پھر اپنی زندگی میں نور نظر آئے گا، تاریک گھروں میں پھر روشنی ہوگی اور پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ کسی طالع آزما کو اَفواجِ پاکستان کو کمزور کرنے کی سازش نہ کرنے دی جائے گی، کسی طالع آزما کو عدلیہ پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، کسی طالع آزما کو پاکستان کے قومی اِدارے اپنے ہاتھ میں رکھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ہم اِن لٹیروں کو جیلوں میں بند کر دیں گے اور پائی پائی کا حساب لے کر اِس قوم کو واپس لوٹائیں گے۔

اے شبِ تار کے جگر گوشو!
اے سحر دشمنو، ستم کوشو!
صبح کا آفتاب چمکے گا،
ٹوٹ جائے گا جہل کا جادو،
پھیل جائے گی ان دیاروں میں،
علم و دانش کی روشنی ہر سو،
اے شبِ تار کے نگہبانو!
شمعِ عہدِ زیاں کے پروانو!

شہرِ ظلمات کے ثناء خوانو!
شہرِ ظلمات کو ثبات نہیں،
اور کچھ دیر صبح پر ہنس لو،
اور کچھ دیر - کوئی بات نہیں!!

اے غریب لوگو! بے روزگارو! مزدورو! کسانو! مظلومو! غربت کی آگ میں جلنے والو! بے روزگاری کے باعث ترسنے والو! نااِنصافی کی وجہ سے خودکشی کرنے والو! اپنے جگر گوشوں کو جان سے مار دینے والو! اُٹھو! پُر اَمن اِنقلاب کے لیے آج اِقامت ہورہی ہے، اس کے بعد صف بندی ہوگی اور صفوں کے بعد جماعت کھڑی ہوگی۔ کچھ مہینوں کی بات ہے، بہت جلد کال آنے والی ہے، اِنقلاب کا دن مقرر ہونے والا ہے۔ میں پاکستان میں پہنچنے والا ہوں۔ اِن شاء اللہ! تاریخ کا اِعلان ہوگا اور کروڑ نمازیوں کے ساتھ غریبوں کا مقدر بدل کر اور وقت کے اِن فرعونوں کو اَنجام تک پہنچا کر دم لیں گے۔ تمام ادارے اور پولیس عوام کے ساتھ کھڑی ہوگی۔ پولیس بھی سفرِ اِنقلاب میں شریک ہوگی۔ میں تمہاری نسلوں کی جنگ لڑ رہا ہوں، میں غریبوں کی جنگ لڑ رہا ہوں، میں اٹھارہ کروڑ عوام کی جنگ لڑ رہا ہوں، میں عدل و اِنصاف کی جنگ لڑ رہا ہوں، میں جمہوریت کی جنگ لڑ رہا ہوں، میں آئین کی جنگ لڑ رہا ہوں، میں اِسلامی اَقدار کی جنگ لڑ رہا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد و نصرت نازل ہوگی اور فتح بالآخر اللہ کی مدد سے عوام کی اور پاکستان کی ہوگی۔